فتح مکہ

فتح مکہ، جسے **فتح عظیم** بھی کہا جاتا ہے عہد نبوی کا ایک غزوہ ہے جو 20 رمضان سنہ 8 ہجری بمطابق 10 جنوری سنہ 630 عیسوی کو پیش آیا، اس غزوے کی بدولت مسلمانوں کو شہر مکہ پر فتح نصیب ہوئی اور اس کو اسلامی حکومت میں شامل کر لیا گیا۔

اس غزوہ کا سبب قریش مکہ کی جانب سے اس معاہدہ کی خلاف ورزی تھی جو ان کے اور مسلمانوں کے درمیان میں ہوا تھا، یعنی صلح حدیبیہ۔ یہ صلح 6ھ میں دس سال کے لیے ہوئی تھی مگر 630ء کے بالکل شروع میں یعنی دو سال سے بھی کم عرصے میں مشرکینِ مکہ کے اتحادی قبیلہ بنو بکر نے مسلمانوں کے اتحادی قبیلہ بنو خزاعہ پر حملہ کیا اور کئی آدمی قتل کر دیے۔ اس حملے میں مکہ کے کفار نے بھی چہرے پر نقاب ڈال کر بنو بکر کی مدد کی۔ مگر یہ بات راز نہ رہ سکی۔ اس حرکت سے صلح حدیبیہ کی خلاف ورزی ہوئی اور معاہدہ خود بخود ٹوٹ گیا۔ مسلمان اس وقت تک بہت طاقتور ہو چکے تھے۔ مکہ کے سردار ابوسفیان نے بھانپ لیا تھا کہ اب مسلمان اس بات کا بدلہ لیں گے۔ اس لیے اس نے صلح کو جاری رکھنے کی کوشش کے طور پر مدینہ کا دورہ کیا۔ ابوسفیان اپنی بیٹی ام حبیبہ کے گھر پہنچا، جو اسلام لے آئی تھیں اور حضور ﷺ کی زوجہ تھیں۔ جب اس نے بستر پر بیٹھنا چاہا تو حضرت امِ حبیبہ نے بستر اور چادر لپیٹ دی اور ابوسفیان کو بیٹھنے نہ دیا۔ اس نے حیران ہو کر پوچھا کہ بستر کیوں لپیٹا گیا ہے تو حضرت ام حبیبہ نے جواب دیا کہ 'آپ مشرک ہیں اس لیے میں نے مناسب نہ سمجھا کہ آپ رسول ﷺ کی جگہ پر بیٹھیں۔

جب ابوسفیان نے صلح کی تجدید کے لیے حضور ﷺ سے رجوع کیا تو انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا پھر اس نے کئی لوگوں کی مدد سے کوشش کی مگر کامیاب نہیں ہوا۔ سخت غصے اور مایوسی میں اس نے صلح کا یکطرفہ اعلان کیا اور مکہ واپس چلا گیا۔ قبیلہ بنو خزاعہ نے حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے فریاد کی تو انہوں نے مکہ پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ حضور ﷺ نے روانگی کا مقصد بتائے بغیر اسلامی فوج کو تیار کیا اور مدینہ اور قریبی قبائل کے لوگوں کو بھی ساتھ ملایا۔ لوگوں کے خیال میں صلحِ حدیبیہ ابھی قائم تھی اس لیے کسی کے گمان میں نہ تھا کہ یہ تیاری مکہ جانے کے لیے ہے۔ حضور ﷺ نے مدینہ سے باہر جانے والے راستوں پر نگرانی بھی کروائی تاکہ یہ خبریں قریش کا کوئی جاسوس باہر نہ لے جائے۔ 10 رمضان 8ھ کو روانگی ہوئی۔ یہ عظیم الشان لشکر دس ہزار مجاہدین پر مشتمل تھا۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہاں جانا ہے۔ ایک ہفتہ میں مدینہ سے مکہ کا فاصلہ طے ہو گیا۔

مکہ سے کچھ فاصلہ پر 'مر الظہران' کے مقام پر لشکرِ اسلام خیمہ زن ہو گیا۔ اب لوگوں کی سمجھ میں آ چکا تھا کہ مکہ پر حملے کا ارادہ ہے۔ جنگ تو ہوئی نہیں مگر احوال کچھ یوں ہے کہ مر الظہران کے مقام پر حضور ﷺ نے تاکید کی کہ دور تک پھیل کر خیمہ لگائے اور آگ جلائی جائے تاکہ قریشِ مکہ یہ سمجھیں کہ لشکر بہت بڑا ہے اور بری طرح ڈر جائیں اور اس طرح شاید بغیر خونریزی کے مکہ فتح ہو جائے۔ یہ تدبیر کارگر رہی۔ مشرکین کے سردار ابوسفیان نے دور سے لشکر کو دیکھا۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ شاید بنو خزاعہ کے لوگ ہیں جو بدلہ لینے آئے ہیں۔ اس نے کہا کہ اتنا بڑا لشکر اور اتنی آگ

بنو خزاعہ کے بس کی بات نہیں۔ حضور ﷺ کے چچا عباس نے اس کو دیکھ لیا۔ ابوسفیان نے لشکر کی تعداد دیکھی اور حالات کا اندازہ کر کے حضور ﷺ سے امان پانے کے لیے لشکرِ اسلام کی طرف حضرت عباس کی پناہ میں چل پڑا۔ کچھ مسلمانوں نے اسے مارنا چاہا مگر چونکہ عباس بن عبد المطلب نے پناہ دے رکھی تھی اس لیے باز رہے۔ رات کو قید میں رکھ کر صبح ابوسفیان کو حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ابوسفیان نے اسلام قبول کر لیا۔ اس کے بعد ابوسفیان کو رہا کر دیا گیا جس کا فائدہ یہ ہوا کہ اس نے مکہ جا کر اسلامی لشکر کی عظمت بتا کر ان لوگوں کو خوب ڈرایا۔

حضرت محمد ﷺ نے لشکر کو چار دستوں میں تقسیم کیا اور مختلف سمتوں سے شہر میں داخل ہونے کا حکم دیا اور تاکید کی کہ جو تم سے لڑے اس کے علاوہ اور کسی سے جنگ نہ کرنا۔ ایک دستے کے سربراہ حضرت خالد بن ولید تھے، دوسرے کے حضرت زبیر، تیسرے کے حضرت سعد بن عبادہ اور چوتھے کی سربراہی حضرت ابوعبیدہ الجراح کر رہے تھے۔ چاروں طرف سے شہر گھر گیا اور مشرکین کے پاس ہتھیار ڈالنے کے علاوہ کوئی راستہ نہ رہا۔ لشکر اسلام انتہائی فاتحانہ طریقہ سے شہر مکہ میں داخل ہوا جہاں سے آٹھ سال پہلے حضور ﷺ کو ہجرت کرنی پڑی تھی۔ اہل مکہ ڈرے ہوئے تھے کہ آج سب کی جان جانے والی ہے کیونکہ ان لوگوں نے مسلمانوں کو اور حضرت محمد ﷺ کو بہت تکلیف پہنچائی تھی۔ لیکن حضور ﷺ کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ جو اپنے گھروں میں رہے اس کو امان ہے، جو بغیر ہتھیار کے گھر سے نکلے اس کو امان ہے، جو خانہ کعبہ کے پاس آ جائے اس کو امان ہے اور جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے اس کو بھی امان ہے۔

جب لوگوں کو اطمینان ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو کعبہ کے پاس آئے اور اس کا طواف کیا۔ اثنائے طواف کعبہ کے اردگرد موجود بتوں کو اپنے پاس موجود تیر سے گراتے اور قران کی آیتیں پڑھتے جاتے۔ (ترجمہ) حق آن پہنچا اور باطل مٹ گیا اور یقیناً باطل ایسی ہی چیز ہے جو مٹنے والی ہے۔ پھر یہ آیت پڑھی (ترجمہ) حق آ چکا ہے اور باطل میں نہ کچھ شروع کرنے کا دم ہے، نہ دوبارہ کرنے کا۔

کعبہ میں بتوں کی تصویریں آویزاں اور ان کے مجسمے نصب تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کو بھی ہٹانے اور توڑنے کا حکم دیا جس کی تعمیل کی گئی۔ آپ تھوڑی دیر کے لیے خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے ۔ پھر خانہ کعبہ کے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر آپ نے وہاں جمع کفار مکہ کے سامنے ایک خطبہ دیا اور پوچھا کہ ’اے اہل قریش، تم جانتے ہو میں تمھارے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں؟‘ لوگوں نے کہا کہ آپ سے بھلائی کی امید ہے، آپ ایک شریف بھائی اور ایک شریف شخص کی اولاد ہیں۔ آپ نے فرمایا، میں تم سے وہی کہتا ہوں جو (حضرت) یوسفؑ نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا، آج تم پر کوئی ملامت نہیں ۔تم آزاد ہو جہاں چاہو جائو۔‘ لوگوں کو ایسی معافی کی امید نہیں تھی۔ اس کا بہت اچھا اثر ہوا، تقریباً تمام لوگ مسلمان ہو گئے۔ دنیا کی تاریخ میں ایسے زبردست دشمنوں کی ایسی معافی کی مثال نہیں ملتی۔

جب نماز کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت بلال کو حکم فرمایا کہ کعبہ کے اوپر چڑھ جائیں اور اذان دیں؛ حضرت بلال کعبہ کے اوپر چڑھے اور اذان دی۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے لوگوں کے گھروں اور محلوں میں جتنے بھی بت تھے سب کو توڑنے کا حکم دیا۔ آس پاس کے مقامات میں بھی بہت سے بت خانے تھے ان کے بتوں کو توڑنے کے لیے چھوٹے چھوٹے دستے روانہ کیے گئے۔

فتح مکہ کے بعد حضور ﷺ مکہ میں پندرہ دن تک رکے۔ اس دوران نزدیک کے قبائل کے پاس اسلام کی دعوت دینے کے لیے کچھ لوگ بھیجے گئے۔ خالد بن ولید کچھ لوگوں کے ساتھ بنو خزیمہ کی طرف بھیجے گئے تھے۔ ان کو جنگ نہ کرنے کی ہدایت دی گئی تھی لیکن دوسری طرف کے لوگ جنگ پر آمادہ تھے۔ مجبوری میں جنگ کرنی پڑی اور کفار کے کچھ لوگ مارے گئے۔ حضور ﷺ نے اس واقعے پر بہت افسوس کیا۔ انہوں نے وہ مال غنیمت، جو خالد بن ولید لے آکر آئے تھے، قتل ہونے والوں کے خوں بہا کے ساتھ حضرت علی کے ہاتھوں واپس بھجوایا۔

فتحِ مکہ ایک شاندار فتح تھی جس میں چند کے علاوہ کوئی قتل نہ ہوا۔ فتح کے بعد حضور ﷺ نے سب کو عام معافی دے دی۔ کافی لوگ مسلمان ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان سے شرک نہ کرنے، زنانہ اور چوری نہ کرنے کی تاکید پر بیعت لی۔ اور انہیں اپنے اپنے بتوں کو توڑنے کا حکم دیا۔ مکہ کی فتح عرب سے مشرکین کے مکمل خاتمے کی ابتدا ثابت ہوئی۔

فتح مکہ کے بعد ایک کثیر تعداد حلقہ بگوش اسلام ہوئی جن میں سرفہرست سردار قریش و کنانہ ابوسفیان اور ان کی بیوی ہند بنت عتبہ ہیں۔ اسی طرح عکرمہ بن ابوجہل، سہیل بن عمرو، صفوان بن امیہ اور ابوبکر صدیق کے والد ابوقحافہ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔